[illegible]

الحمد لله که [illegible]

[illegible]

[illegible] موسوم باسم تاریخی

دفتر رحمت

معروف به

دیوان صحو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابو العلاء [illegible]

برچیده از کتابخانه دیجیتال هندوستان http://dli.iiit.ac.in
باز تکثیر از کتابخانه کتاب فارسی http://www.KetabFarsi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

HYDERABAD STATE LIBRARY

مجموعۂ التقاریظ

مطبوعہ ابو العلائی اسٹیم پریس آگرہ

التماس

زتقدیم و تاخیر برمن مگیر
نویسندہ را زو بود ناگزیر

تقاریظ اور تاریخات دیوان چھپنے کے بعد یکے بعد دیگرے وصول ہوتی رہیں اور اسی سلسلے سے اندراج کیا گیا لہذا امید ہے کہ تقدیم و تاخیر کی گرفت نہ فرمائی جائے گی۔ "صدر ہر جا کہ نشیند صدر است"

حقیر پُر تقصیر

شمشیر

از کلک گہر سلک فصیح اللسان صاحب الحکمۃ والیقین فی اقتف اسرار دین
محب و مداح صاحب قوسین حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم محمد عاشق حسین
ابو العلائی آغائی اعلی اللہ مدارجہم فی الدارین

تقریظ انطباع دیوان مولائی و مرشدی ماہ برج حقیقت خورشید
آسمان معرفت خضر بادیہ طریقت رہبر راہ شریعت سالک مسالک ہدایت
شہنشاہ اقلیم ولایت سبق آموز علم الیقین سراج منیر دین متین عمدۃ العارفین
زبدۃ السالکین حضرت آغا محمد داؤد نقشبندی ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ
از کمترین خدام عارفان بندۂ ہیچ میرز و ہیچ مدان محمد عاشق حسین
تائب آغائی عفی عنہ

اللہ اللہ ذات بیچون و بیچگون کی حمد مین ہر طرف نغمہ سرائی ہو رہی ہے غنچہ چٹک چٹک کر
لب نازک سے توحید کا گیت گا رہے ہین درود کی ترانہ سنجیون سے گل ہمہ تن
گوش اور بنالان چمن سراپا مست ہو کر جہوم رہے ہین ۔ آخر شب ہے ستارے کثرت
کی شان دکہا رہے ہین چاند آسمان کے مغربی کنارہ تک آ پہونچا اور دریاے وحدت

ہین غوطہ لگانے کو ہے عیش پرست غفلت کی نیند سو رہے ہین یزدان پرست ریاضت
پر کمر بستہ ہو رہے ہین۔ دمبدم صبا کے مشکبار جھونکے چلے آتے ہین۔ یہ مصرع بجلی
کی طرح تڑپ کر عاشقِ جانباز کی زبان سے نکل رہا ہے ع

زتاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

نسیم گلشن صہبا سے بیخودی کا جوہر اُڑا لائی ہے اور در و دیوار کے ذرہ ذرہ سے مستی
ٹپک رہی ہے۔ ساقی کی خمار آلودہ آنکھین نظرون مین پھر گئین۔ نشہ عشق نے روح
کو بام عرش تک پہونچا دیا ہے۔ بو العلائی باغ کا نظارہ ہو رہا ہے پر اسرار نغمون سے
دل مین رقت اور اُسکے ساتھ جوشش پیدا ہوا۔ ان ترانون سے کان آشنا
ہوئے گئے ساتھ ہی خیال آیا اسے ہاتف یہان نوا سنج معرفت اور کون ہوسکتا ہے
پھول ہی نے ادب سے کہا۔ بلبل گلزار عرفانی۔ زمزمہ سنج رموز حقانی مولائی و مرشدی
حضرت آغا محمد داود رحمۃ اللہ علیہ ہونگے۔ اسوقت حضرت قدس سرہ کی
سیرت پر فضیلت پر مثنوی جلوۂ داؤد کے چند شعر زبان پر آگئے ؎

بو العلائی مے پلا نا ساقیا	بیخبر سے مبتنا ساقیا
بادہ مین ہو کیفیت بے کیف کی	رنگ بیرنگی دکھا سے بیخودی
جام پر شیشہ کی گردن کو جھکا	مے پلا کر پیاس مستونکی بجھا
نقش لے مے ہے تیرے ہاتھ مین	سو مزے پیدا کرے اک بات مین
پے بہ پے چلتا ہے باہم دورِ جام	تیری محفل مست رہتی ہے مدام

تیری ہمت تیری عادت کے نثار
نشہ مین آزاد کردے فکر سے
بوالعلائی پیر ہے محو قدیر
پیشوائے شرعِ دینِ مصطفےٰ
رونق بستان ارشاد ہدےٰ
واقفِ اسرار و رمزِ کبریا
بایزید عصر ذوالنون زمان
زندہ پیلِ دہر سری زمن
باجمال و باجلال و باکمال
جان تازہ تن مین آتی ہے مدام
پھر بڑا اکرام ہے معبود کا
ہے لقب آغا ہمارے پیر کا
پیر میرا ہے حسن کا لاڈلا
متحد جیسا محمد سے حسن
جانشین شاہِ حسن کا ہوگیا
تھا لیئے منصور کا پیدا سرور
کچھ حسن سے پڑھ لیا ایسا سبق

تیری صورت تیری سیرت کے نثار
مست کردے آکے لی کے ذکر سے
ہند مین یکتا دکن مین بے نظیر
رہنمائے سیرِ راہ مرتضےٰ
نور شمع دودمان بوالعلا
کاشفِ اسرار و کشف الغطا
وقت کا معروف سمنون جہان
عارف باللہ شبلی دکن
بے نظیر و بے عدیل و بے مثال
باادب لیتا ہون مین مرشد کا نام
ہے محمد تاج سرِ داود کا
مرشد و ہادیِ باتوقیر کا
خاص ربِ ذو المنن کا لاڈلا
ہے حسن آغا مین یون رنگ لگن
پھول عرفان کے چمن کا ہوگیا
حق سے نزدیک اور ہر باطل سے دور
سالہا جذب آشنا تھا محو حق

سالکی سے پہلے مجذوبی ملی ... جب ہوا سالک تو محبوبی ملی
موہنی تہی دونون آنکہون مین بہری ... تہی نظر گویا وطرز دلبری
جس کو دیکھا اپنا دیوانہ کیا ... آن مین بے مے کے مستانہ کیا
شام سے تا صبح بیداری کے ساتھ ... عین مستی مین بہی ہشیاری کے ساتھ
آئینہ تہا سامنے ہر دل کا راز ... ظاہر و باطن مین سبکا دلنواز
بوالعلائی رنگ مین ڈوبا ہوا ... نام پیران طریقت پر فدا
چاپلوسی کی نہ دولتمند کی ... حرص کی جو راہ دیکہی بند کی
جسم اطہر پر نہ تنجی کا لباس ... سبز و سرخ و زرد کو رکہا نہ پاس
تہا ہمیشہ تن پہ انگرکہا سفید ... غم نہین میلا رہے وہ یا سفید
پان کے دامن پہ دہبے جابجا ... یوہین پہنا کب خیال اسکا کیا
لٹ پٹی دستار زیب سر تمام ... دوش پر رومال کہادی کا مدام
سرحد دل مین نتہا دخل ریا ... بے ریائی سے ہوا جو کچہ ہوا
ناپسند طبع تہی اچہی غذا ... بے نمک کہایا کئے ہین سالہا
رخ ہمیشہ گاہ سرخ و گہ سفید ... عاشقانہ رنگ چہرے سے پدید
بیوضو لیتے نہ تہے پیرون کے نام ... باوضو اوقات کٹتے تہے مدام
آپکی صحبت کا اتنا تہا اثر ... دم مین کرتے بیخبر کو باخبر
وجد مین موئے محاسن آپکے ... دیر تک دیکہا کہ رہتے تہے کہڑے

ہر حرف تھا فیضِ باطن کا اثر — اونکے دیوانے تھے بیتاب نظر
بیخبر عالم سے حق سے باخبر — دل کی جانب ہر گھڑی ترچھی نظر
تھے ابوالوقت آپ اسمین کچھ نہین — ذکر یزدان ہر گھڑی خاطر نشین
قطبیت تھی آپکو حاصل مدام — آپ تھے بحر کرامت لاکلام
آپکے خادم ہزارون جان نثار — ہند مین بیحد عرب مین بے شمار
ایک عالم تھا دکن مین فیضیاب — خادم اتنے ہین نہین جنکا حساب
آپ کی کشف و کرامت بے شمار — سے کمر باتک رحمت پروردگار
آپ تھے محبوب رب العالمین — آپ تھے انسان کامل بالیقین
پنجشنبہ کا تھا روز بہترین — نصف تھا ماہ ربیع الاولین
سہ پہر کے وقت وہ بدر کمال — کرچکے دنیا سے آخر انتقال
عمر گذری عشق و وجد و حال مین — خلد کو پہونچے اکہتر سال مین
گفتہ ام سال وصال مرشدی — شد وفات رہبر دین نبی
۲۲ ۱۲

آپ کا تخلص صحو تھا اُردو و فارسی مین غزلین فرمایا کرتے تھے شعر گوئی سے آپ کی غرض شاعری نہتھی اکثر حالت وجد مین جو کچھ زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوتا خلفا جلد قلمبند کرلیا کرتے تھے - نواب صادق جنگ بہادر سلمہ مولوی غلام محمد صاحب شوق عرب مولوی محمد عبد القیوم صاحب حفظ - ڈاکٹر احمد حسین صاحب تامل - جو سخنوران کامل اور آپکے عقیدتمندان راسخ الاعتقاد مین شامل ہین جب کبھی خدمت

بابرکت مین حاضر ہوتے تو ارشاد فرماتے کہ کبھی ہم شاعر نہین ہین کچھ کہدیتے ہین موزون
غیر موزون تم جانو بعض اس غلام سے بھی ایسا ہی ارشاد ہوتا کہ کبھی تمنے غزل لکھی
ہے۔ دیکھو اسکا عیب و ہنر تم ہی جانو ہمکو کہدینے سے کام ہے اور کبھی وزن کا بھی
لحاظ نہین رہتا تھا۔ اِس سے یہ نہ سمجھہ لیا جائے کہ آپ کی طبیعت موزون نتھی
اتفاق سے ایک آدھ مصرع اسطرح کا بھی نکل آتا تو اسکی پروا بھی نہین فرماتے تھے۔
بارہا دیکھا گیا ہے کہ بعض اہل علم شعر موزون کرنا تو کجا شعر کو صحیح وزن کے ساتھ نہین
پڑھ سکتے۔ اگر استغراق و محویت کی حالت مین ایسا ایک آدھ مصرع نکل آیا تو
یہ امر چندان قابل گرفت نہین ہے۔ اِس محل پر اتنا عرض کر دینا بھی ضرور ہے کہ
ایسے حقیقت آگاہ و معرفت دستگاہ نفوس کے کلام پر کسی وجہ سے نکتہ چینی
کی نظر ڈالنا یا اصول عروض کے لحاظ سے جانچنا بالکل خطا اور اسراف کو نہ پہنچی ہے
اول تو اس سبب سے کہ اِن بزرگونکی غرض شعر گوئی سے اِس فن کی تکمیل نہین ہوتی
ہے بلکہ واردات قلبی اور کیفیات وجدانی و اسرار حقانی افادۃً و افاضۃً بیان
کر دینا مقصود ہوتا ہے۔

خوشتر آن باشد کہ سرِّ دلبران	گفتہ آید در حدیث دیگران

اتفاقاً کہین وزن کا لحاظ نہ کیا گیا ہو تو کچھ مضایقہ نہین۔ دوسرے یہ کہ علماے منطق
و حکمت نے عروضیون کے برخلاف وزن کو شعر کی تعریف مین داخل نہین کیا ہے۔
چنانچہ وہ اسطرح تعریف کرتے ہین۔ الشعر ما ینبسط القلب او ینقبض ترجمہ شعر وہ ہے

جو دل مین سرور پیدا کردے یا غم۔ اِس قول کی تائید لائق مصنفون نے یون بھی کی ہے کہ قرآن مجید کی پرتاثیر اور حکمت آمیز آیات پر کفار حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاعر کہا کرتے تھے حالانکہ کلام الٰہی نہ منظوم تھا اور نہ آپ نے کبھی ایک مصرع موزون فرمایا غرض اس برہان قاطع سے یہ بات اچھی طرح پایہ یقین کو پہونچ گئی کہ کلام موزون کے سوا جو فقرے اور جملے موثر اور اخلاق ومعارف سے بھرے ہون اُن پر بھی شعر کا اطلاق صحیح طور پر ہوسکتا ہے اور کسیطرح بزرگون کے کلام پر اس اعتبار سے نکتہ چینی کی جرأت نہین کی جاسکتی۔ آپ کی اکثر اُردو فارسی غزلین جو مریدون کے پاس رہگئی ہین افسوس کہ دستیاب نہین ہوسکین۔ آپ کے بھائی حضرت آغا محمد قادر صاحب قبلہ کے پاس جو کچھ ذخیرہ تھا وہی دیوان کی صورت مین مرتب کیا گیا ہے۔ حق سبحانہ تعالےٰ ہمارے دوست عزیز برادر دینی مولوی محمد عبدالکریم خان بہادر شمشیر ناظم کرور گیری ممالک محروسہ سرکار عالی کی ہمت اور بلند فرمائے اور اُنکے سینہ کو انوار باطنی سے ہمیشہ معمور اور اُنکے باغ مراد کو مدام سبز و شاداب رکھے کہ اس کلام معرفت انضمام کو شائع کرکے داخل حسنات ہوئے اور پیر بھائیون ونیز دیگر صاحبان مذاق کی اس روحانی غذا سے خاطرخواہ دعوت کی۔ پھر خیالات نے پلٹا کھایا طبیعت مین تاریخ گوئی کی اُمنگ پیدا ہوئی اور اوسی روحانی عالم مین زبان سے بیساختہ نکلا ؎

زبیچون برنگ چون برآمد	ز دریا موج گوناگون برآمد
	۱۳۲۶ھ

تقریظ انطباع دیوان ہذا نتیجۂ طبع گوہر فشان آشنائے بحر عرفان عالی فکر معجز بیان شیرین سخن شیرین زبان عالیجناب حشمت مآب نواب صادق جنگ محمد جمال الدین خان بہادر اے ڈی کانگ حضور پرنور اعلیحضرت والا شوکت رستم دوران افلاطون زمان سلطان ابن السلطان آصف جاہ مظفر الملک نظام الدولہ فتح جنگ حضرت بندگانعالی متعالی۔ نواب والا خطاب میر عثمان علیخان بہادر فرمان فرمائے مملکت دکن

صَانَہُ اللّٰہُ عَنِ الشَّرِّ وَالفِتَنِ ط

تسبیح سجدہ کا شور ہے صلوِ علی حبیبہ کا غلغلہ - اللہ - اللہ کے نعرون نے عرش سے فرش تک مستانہ جوش وخروش کا رنگ جما دیا ہے۔ محویت کا نشہ دیکھتے کے دیکھتے وہ سر چڑہا آنکہیں دل کی طرف جہک پڑین تصور نے طرفۃ العین مین کہین سے کہین پہونچا دیا ہوش کیسا ہستی کی خبر نہین مزے کی گمشدگی ہے اپنے کو فضامین پا رہا ہون ؎

بیخیالی خیال ہے میرا
لا اُبالی کمال ہے میرا

نگاہ اس عرصۂ ناتنا ہی مین دور تک پہونچی اور عجیب ہنگامہ آرائی دیکھی بیہوشان وحدت کی مجلس گرم ہے - سرمستان الست کا جمگھٹا ہو رہا ہے - کوئی وجد و حال

سے رقص میں ہے کسی کو عارفانہ قال کی سوجھ رہی ہے۔ ساری محفل کو شکار ہے کسی کا انتظار ہے ہر گوشہ سے پکار ہو رہی ہے۔

ع الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

ادھر بھی دل میں اُمنگ پیدا ہوئی۔ طبیعت میں زور کا دلولہ اٹھا۔ بادہ پیمائی کی لہر گئی اُدھر والوں سے چار آنکھیں ہو رہی ہیں۔ دل کھچا جا رہا ہے کسی نے للکارا۔

ع ھات الصبوح ھبوا یا ایہا السکارا

بجوشِ مسرت بیخود بنانے والی آواز کانوں میں پڑی اور قدم اپنی جگہ سے اُکھڑے آنکھ کھولی تو اُسی ہنگامہ آرا جگھٹے میں موجود ہوں۔ پرتو نور نے ان مستان محبت کے چہروں کی آب و تاب دوبالا کر دی ہے۔ چو طرف متجسس اور حیرت کی نگاہوں سے دیکھ رہا ہوں یکایک غل ہوا ؎

ما بندگان سلسلۂ بو العلائیم		آئینہ دار صورت حسن خدائیم	

آنکھیں ساقی کو ڈھونڈ رہی ہیں۔ کون ساقی ابو العلائی دربار کا لعل شب چراغ۔ عزت اللّٰہی گلشن کا لالۂ بیداغ۔ قاسمی خمکدہ کا سرمد۔ تقیعی باغ کا گل سرسبد۔ حسنی رنگ چمکانے والا۔ آتش شوق بھڑکانے والا۔ دمبدم نگاہوں کا اضطراب اور دل کی بیچینی بڑھی جا رہی ہے ادب مجلس کہتا ہے گردن جھکا لو۔ شوق نظارہ کہتا ہے دل کی حسرت نکالو۔ یہ رد و بدل ہو رہی تھی بادہ خواروں میں خوشی کی ہلچل پڑ گئی۔ آنائی جان نثاروں نے آنکھیں فرش راہ کر دیں۔

ع ذرے لگے چمکنے کیا آفتاب نکلا

میرے ساقی کی شان دیکھنا۔جبین ماہ حقیقت۔ ابرو ہلال معرفت۔چشم ساغر بصیرت۔ بینی چراغ طریقت۔ دہن غنچۂ ہدایت۔لب گلبرگ شریعت۔ زبان کلید کمال۔ رخسار رجمال حلقہ گوش شعلہ جوالہ طور۔موئے ریش خط شعاع نور۔گردن صراحی رحیق خمخانہ بسطامی۔ ہاتھ دستگیر افتادگان کوئے ناکامی۔ سینہ آئینہ صورت ایمان۔ پاؤں رہ نور دجادۂ عرفان۔رنگ آیہ کریمہ صبغۃ اللہ کا مشیر۔سراپا فتبارک اللہ احسن الخالقین کی تفسیر۔میرے ساقی کی سادگی دیکھنا۔سر پر لٹ پٹی دستار جسم میں سادہ انگرکھا۔دوش پر کھادی کا رومال دامن پر پان کے دھبے ہین خیال نہین۔ لباس میلا ہے پروا نہین۔بے ریائی۔خلوص۔حسن عقیدت۔چہرۂ خنداں سے نمایاں ہو رہا ہے۔ یہ گلزار عرفان کا عندلیب اب وہ پر اسرار نغمے سنائیگا جسنے وفور جوش سے ابل پڑین گے۔مجھکو میرے ساقی کا مسکرا کر یہ کہنا اب تک یاد ہے۔ ہم شاعر نہین ہین یون ہی کہہ لیتے ہین۔مجھکو یہی خیال ہے جب مستی کے عالم مین میرے ساقی کے منہ سے پھول جھڑتے تھے تو خدام آنکھون سے اٹھا کر دامن قرطاس مین بھر لیا کرتے تھے۔ میرے ساقی کی کرامت دیکھنا۔سارے مشتاق گھیرے ہوئے ہین۔ ہالہ مین چاند اپنی طلعت کا جلوہ دکھا رہا ہے۔مین زبان سو سو کو ایک نظر مین لٹا رہا ہے۔ساغر نہین ہے۔ مینا نہین ہے۔مے نہین ہے فقط اشارے مین بیخود اور مستوالا بنا رہا ہے۔ اسوقت کا رنگ زبان حال ہی سے

پو چھیئے۔ ؎

عجب ہے کیفیت مستی مین پیدا	ادہر مین مست اُدہر وہ دلربا ست

آن کی آن مین خودی بیخودی سے ہستی نیستی سے باخبری بیخبری سے ہشیاری بیہوشی سے بدل گئی۔ معلوم نہین مین کدہر ہون کہان ہون۔ مدہوشی کا عالم ہے۔ کسی نے کان مین یہ مژدہ پہونک دیا۔ ترانہ صحو رنگ طبع مین جلوہ گر ہورہا ہے صحو کون وہی میرا ساقی۔ بادۂ عرفان کا متوالا میخانۂ عشق کا اُجالا میگساران بیخودی میرے پیر میخانہ کا نام اصطلاح ادب اور اکرام سے لیتے ہین۔ فلک معرفت کا ماہتاب۔ برج ولایت کا خورشید جہانتاب۔ پیر کامل روشنضمیر صاف دل حضرت آغا محمد داؤد رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ معرفت کا چمنستان یہ بیاض رموز عرفان یہ دردخیز مضامین کا دیوان کس نے شائع کیا۔ اسکو رنگ طبع چڑہانے کا شرف کسکے نیک ہاتھون کو حاصل ہے وہ سامنے ہی کھڑے ہین۔ میرے پیارے بھائی۔ میرے ہم مشرب میرے صادق الاخلاص دوست مولوی محمد عبد الکریم خان بہادر شمشیر ناظم کروڑگیری ممالک محروسہ سرکار عالی ہین اپنے مرشد کامل کو صدق دلی سے دیوان مطبوعہ نذر گزرانا۔ اللہ انکو اس صدق نیتی کے صلہ مین ہمیشہ بادۂ ابو العلائی سے سیراب اور اُنکے چمن مراد کو سرسبز وشاداب رکھے۔ آمین۔ پہر جناب ہاتف نے تقریظ پیش کی۔ حلم۔ تو بھی اپنی تاریخ پیش کرکے برکات سے مشرف ہو۔ ؎

طبع شد وہ چہ بیان دل افروز
گر جان بخشی حلم صحوی
حلم خوش سال اشاعت گفتم
قلزم فیض کلام قدسی
۱۳ ھ ۳۲

تقریظ دیوان حضرت صحو رحمۃ اللہ علیہ

من مداح قاسم کوثر و سلسبیل جلیل القدر جناب حافظ جلیل حسن صاحب جلیل سلمہ اللہ الوکیل ملازم بارگاہ بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ

پیر و مرشد حضرت آغا داؤد صاحب ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری و باطنی فیوض سے اس ملک کے تمام خاص و عام واقف ہیں اُن کے کمالات علمیہ و عملیہ اور مقامات عالیہ نے اُن کو آفتاب ولایت دکن بنا رکھا تھا۔ یہ دیوان اُنھیں کے باطنی جذبات و کمالات کا آئینہ ہے جسکو صوفیان باصفا اپنی محفلوں میں سُن سُنکر وجد میں آئینگے۔ درحقیقت اُردو شاعری کی یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ ایسے مقدس اولیا اور باکمال خدا رسیدہ بزرگوار اس میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ خواجہ میر درد۔ شاہ تراب۔ حضرت امیر مینائی کے کلام فیض التیام سے ہماری اُردو شاعری مالامال ہے اور اب حضرت آغا داؤد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان کی اشاعت سے اس میں اور چار چاند لگ گئے ہیں۔ معرفت۔ وحدانیت۔ عشق حقیقی۔ رموز الٰہیہ کا

یہ دیوان ایک مجموعہ ہے اور اسکا مطالعہ کرنا سب کے لیے سبق آموز حقیقت اور ترقی مدارج کا باعث ہے خان بہادر مولوی محمد عبد الکریم خان صاحب ناظم کرور گیری قابل مبارکباد ہین جنہون نے اس مجموعۂ گران بہا کو چھپوا کر شایع کیا۔ جلیل حسن جلیل

کان اللہ لہ

تقریظ از جناب مولوی محمد عبد القیوم صاحب وکیل حفظ آغا لی ابو العلائی سلمہ اللہ تعالیٰ

مخزن برادران دینی عالیجناب خان بہادر مولوی محمد عبد الکریم خان صاحب آغا لی ابو العلائی کمشنر کرور گیری دام دولتہ واقبالہ نے مرشدی ومولائی حضرت شاہ آغا صاحب قبلہ قدس سرہ کا کلام فارسی واُردو یکجا جمع کر کے طبع کرایا ہے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ کلام موصوف کے مطالعہ سے ہم سب پیر بھائیون کو فائدہ پہونچے۔ خدا اُنکی دولت دنیوی وفتوحات طریقت دینی مین روز افزون ترقی کرے حضرت قبلہ قدس سرہ کی غلامی کا شرف مجھے ۲۲۔ شعبان سنہ ۱۳۱۱ھ کو نصیب ہوا اُسوقت سے خود بدولت کی مجالس مختلفہ مین حاضر رہا کرتا تھا۔ خصوصاً حضرت کے وصال شریف سے پہلے تخمیناً ۱۲ برس تک روزانہ صبح وشام میری حضوری چار گھنٹہ رہی ہے اور اکثر ہندوستان کے سفر مین بھی ہمرکاب عالی رہا ہون۔ حضرت کے عادات وخیالات وشعر گوئی ودیگر امورات دینی وطریقت وتصرفات وکرامات اس میری زمانہ حضوری مجھے

بچشم دیدہ ہین خود بدولت سے مینے سُنا ہے کہ حضرت نے سب سے پہلے جناب سید حسین علی صاحب سے جو حضرت کے پیر بھائی تھے فارسی مین انشا خلیفہ پڑہا اُسکے بعد سکندر نامہ پھر طغرائے ظہوری۔ فارسی مین اسیقدر مبلغ استعداد تھا عربی دیگر علوم سے کبھی کوئی تعلق بحیثیت علم ظاہر نہین رہا - ۱۳ یا ۱۴ برس کی عمر مین حضرت آغا محمد حیدر صاحب علیہ الرحمت اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ حضرت شاہ محمد حسن صاحب قبلہ قدس سرہ سے بعیت کی - دو برس کے مجاہدہ مین جذبہ ہوگیا اس جذبہ مین سالہا سال تک رہے اِس زمانہ جذبہ مین بہ تعمیل حکم یَادَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ حضرت شاہ محمد حسن صاحب قدس سرہ نے خرقہ خلافت عطا فرمایا رفتہ رفتہ سلوک پر آئے جب بھی میرے چشم دید زمانہ مین کوئی وقت حضرت کا سکر و جذبہ سے خالی نتھا لیکن اُسکے ساتھ صحو بھی غالب رہا کرتا تھا کشف وکرامات کو بہیہ پوشیدہ فرماتے تھے سے پاؤن تک عجز کے پتلے تھے شعر گوئی کی حالت یہ تھی کہ کبھی ارادۃً شعر نہیں کہا۔ بلکہ کیفیت غالب ہوئی اور اُسی غلبہ مین جو کچھ کلام موزون فارسی ہو یا اُردو بے اختیار نکل آیا - حاضرین مین سے کسی نے اُسکو لکھ لیا - باعتبار فن شاعری کوئی تعلق نتھا اکثر ایسا ہوا کہ اُس کیفیت مین اشعار ناموزون بھی نکلتے تھے۔ لفظ صحو آیا ہے وہ اپنے لغوی اسلوب پر نہین ہے -

اِس دیوان کے اشعار درحقیقت آپکا حال ہین یا واردات یا واقعات جسکو تقاضائے کیفیت وقت نے موزون کرادیا۔ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ آنکھ سے آنسو جاری ہین ٹپ اور ہی

کے بال کھڑے ہوتے ہین ۔ آنکھ بیحد متوالیان ہین اشعار زبان سے بے ساختہ
نکلے چلے جا رہے ہین یہ حالات میرے چشم دید ہین ۔ چونکہ ان حالات مین اشعار
خود بخود کہے گئے ہین اسلئے طالبین راہ طریقت کے واسطے عجیب وغریب پر تاثیر
و مختلف قسم کے نسخجات امراض روحانی و قلبی ہین ۔ کہین حضرت مولنا روم رحمۃ اللہ
علیہ کے اشعار کی سی کیفیت ہے ۔ کہین حضرت حافظ شیراز کے سے کہین حضرت
امیر خسرو و جامی کی بو آتی ہے ۔ جسقدر اولیار کے اشعار ہین وہ درحقیقت اُن کے
احوال و واقعات و انکشافات کا مجموعہ ہوا کرتے ہین ۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات
کے اشعار مین آورد کا نام ونشان تک نہین ہوتا نہ فنون شاعری کے مطابق خواہ
مخواہ اُسکا ظہور ہوتا ہے ۔ جن حضرات کو راہ طریقت کا ذوق ہے اُن کو ان اشعار
سے حضرت قدس سرہٗ کے مراتب و احوال عالی کا پتہ چلانا کوئی دشوار امر نہین ہے
لیکن جو محض فن شاعری کے اعتبار سے اس دیوان کو مطالعہ فرمائین گے اُنکے
سمجھ مین بعض اشعار قطعاً نہ آئین گے ۔ بلکہ وہ مختلف جہات سے اعتراضات
کرینگے جس سے احتراز خود اُنکے حق مین مفید ہوگا ۔ اس موقع پر حضرت کے مختصر طور
پر عادات کا تذکرہ خالی از فائدہ نہین ہے ۔ سلوک پر آجانیکے بعد حضرت کی عادت
تھی کہ ساڑھے بارہ بجے شب کے بیدار ہو کر تہجد پڑھتے اور صبح تک مراقب رہتے
اس درمیان مین کبھی کروٹ تک نہین بدلتے تھے صبح کی نماز کے بعد حلقۂ توجہ ہوتا
اور اس سے فارغ ہونے کے بعد کبھی مثنوی شریف مولانا روم کا سبق ہوتا اور اُسکے

مضامین جناب حافظ محمد اسمعیل صاحب سے جو ہمارے بھائیون مین باعتبار علم و عمل و احوال ایک فرد مختص ہین بیان کرتے اور سب سماعت کرتے کبھی مدرسہ کے طلبا کی یاد ہوتی اور وہ حدیث شریف پڑھتے بعدہٗ رخصت ہوتے۔ چار بجے دن کے حضرت قبلہ کے اکثر غلامان جمع ہوتے اُسوقت کسی نہ کسی بزرگ کی تالیف شدہ کتاب پڑہی جاتی تھی۔ بوقت مذکور حضرت پر جذبات کا غلبہ رہتا تھا غلامون کے اصرار پر خود ہی مضامین بیان کرتے۔ مگر اُسکی تاثیر یہ ہوتی کہ جو لوگ صاحب ذکر یا مقامات ہوتے تھے اُن پر احوال طاری ہوجاتے تھے یہ صحبت مغرب تک گرم رہتی تھی۔ کشف و کرامات سے اسدرجہ نفرت تھی کہ اکثر یہ اشعار پڑہتے

اشعار

طریق عاشقی از خود رہائی است	نہ قطع منزل و طے مقامات
من و ہستی و ذوق مے پرستی	چکار آید مرا کشف و کرامات

عاجزی کی حالت یہ تھی کہ کبھی اپنے آپکو شیخ نہین سمجھتے تھے اور طالب کو بہ لفظ مرید یاد نہین کیا اور نہ کبھی اس لفظ کو زبان پر لائے۔ اگر کسی ناواقف شخص نے کسی مرید کی نسبت کیفیت و تعلق پوچھا تو یہ فرمایا کہ میرے عزیز ہین۔ یا حضرت شاہ محمد حسن صاحب قبلہ قدس سرہ کا تعلق بتایا آداب آلہی و حضرت رسالت پناہی اسدرجہ تھا کہ لفظ اسم ذات زبان سے سوائے اوقات نماز کے کبھی نہین نکالتے تھے لفظ اشارہ (وہ) فرماتے اور حضرت رسالت پناہی کا اسم مبارک زبان سے نہین نکالتے تھے

نماز کی حالت یہ ہوتی تھی کہ اکثر اوقات شدت کیف وجذب کی وجہ سے دو رکعت کی جگہ پانچ رکعت ایک سجدے کی جگہ متعدد سجدے ادا کر دیتے تھے اور کبھی کبھی جہت قبلہ بھی متغیر ہو جاتے تھے کبھی شدت کیفیت کی وجہ سے نماز میں وجد ہو جایا کرتا تھا اس سبب سے بیٹھکر نماز ادا فرماتے تھے باوجودیکہ اخیر زمانہ عمر میں دو زانو نہیں بیٹھ سکتے تھے لیکن جسطرح ممکن ہو انماز کے ادا کرنے میں کوئی کمی نہیں ہوئی بیماری میں اگر اٹھا گیا تو لیٹے ہوئے اشارات سے نماز پڑہتے تھے شب خیزی کی وہی حالت رہی اکثر دائم المرض رہتے اگر ہفتہ عشرہ مزاج اچھا رہا تو فرماتے معلوم ہوتا ہے کہ عتاب ہے اسکے بعد بیمار ہونا لازمی تھا۔ بیماری میں نہایت خوش رہتے۔ دن بھر غیر اشخاص کے سامنے سوا سے دنیاداری کی باتوں کے کوئی اور بات زبان سے نہیں نکالتے تھے۔ معارف وحقائق اور اپنے مکشوفات کے متعلق کبھی زبان سے ایک لفظ نہیں فرمایا۔ مریدین پر جو احوال طاری ہوتا انکو سماعت فرمانے کے بعد ضرورت ہوتی تو اصلاح فرماتے یا کوئی عمدہ اعلیٰ درجہ کی حالت ہوتی تو حکم دیتے کہ دوگانہ شکریہ ادا کرو لیکن یہ نہ فرماتے کہ یہ کس مقام کی بات ہے تاکہ طالب میں ریا نہ آجائے عجز وخلوص ومحبت اگر کسی میں ہوتا تو اس سے ہمیشہ فرماتے خلق محمدی کی تعمیل میں ہمیشہ آمادگی چاہئیے۔ مریدین میں ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ مجھ پر بہت سرفرازی ہے اگر مریدین میں کوئی شخص طلب حق میں سرگرم رہتا تو ہر طرح سے اُسکے خادم بنجاتے۔ مالی دشواریوں میں اُسکی تائید فرماتے۔ اگر کسی مرید کو تلقین ذکر کرنا ہوتا تو یہ فرماتے کہ آیا کرو میں کچھ کہونگا لفظ ذکر زبان سے نہیں نکالتے تھے

ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ مینے یہ عرض کیا کہ توجہ طریقہ نقشبندی توروزی جاتی ہے بُو العلائی طور کی توجہ سے بھی کبھی سرفرازی ہو تو ارشاد ہوا کہ کبھی مجھے کیا آتا ہے ہم لوگون کے ساتھ برکت لینے کو اور پیرون کی سنّت ادا کرنے مین بھی بیٹھ جاتا ہون مینے عرض کیا کہ وہ بھی تو پیرون کی سنت ہے مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ اگر کبھی کسی سے اپنے خواب کا ذکر کیا اور خود پر غلبہ وکیف طاری ہوا تو یہ شعر پڑھتے ؎

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم	چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

مینے اکثر مجاذیب کو دیکھا ہے کہ ہمیشہ اُنکے روبرو مودب رہتے۔ ہر شخص کی مجال نہین کہ کوئی گفتگو اُن سے حسبطرح جی مین آیا کرتا۔ خودبخود رعب طاری رہتا تھا۔ احکام شریعت کی پابندی کا بڑا خیال ہمیشہ دامنگیر رہتا تھا۔ حالات وارشادات وعادات وکرامات حضرت کے اسقدر کثیر ہین کہ اگر اُنکا اجتماع کیا جائے تو ایک بہت بڑی کتاب ہو جائے۔ اگر کوئی صاحب قلب ہے تو اسوقت مزار پر آکر روحانیت شریف کیطرف متوجہ ہوئے تو راقم نے جو کچھ لکھا ہے اوس سے زیادہ وہ حقیقت حال سے بقدر مناسب خود واقف ہو جائے گا۔ خدا تعالےٰ جناب خانصاحب بہادر کو زندہ رکھے اور جملہ مرادات دینی ودینوی مین اُنکو کامیاب کرے کہ اُنہون نے حضرت کے کلام پُر فیض کو طبع کرایا اور حضرت کے سب غلامون کے حق مین تقسیم فیض کے باعث ہوئے این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

خاکپائے سگان آغائی ذلیل عبد القیوم وکیل

تقریظ دیوان صحو

ریختہ طبع زرین سیادت ونجابت دستگاہی شفیق بجال بندگان الٰہی واقف اسرار خفی وجلی جناب میر امیر علی صاحب متولی آستانہ حضرت سلطان الہند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ کہ مقبول بارگاہ ودود شاہ آغا محمد داؤد رحمۃ اللہ علیہ کا اردو وفارسی کلام جس کو محب الفقراء مونس الغربا خان بہادر محمد عبد الکریم خان شمشیر ناظم کروڑ گیری ممالک محروسہ سرکار عالی نے بڑی تلاش اور کوشش سے جمع کر کے ترتیب دیا ہے طبع ہو گیا۔ مصنف قدس سرہ کی تمام عمر کسب کمالات باطنی مین گذری ترتیب غزل سے اظہار شاعری ہرگز مقصود نہ تھا بلکہ محض بغرض فیضرسانی اظہار حال کے لئے کلام موزون اختیار کیا گیا تاکہ سماع کی مجلسون مین سالکان طریقت کے لئے ترقیات مدارج کا باعث ہو ظہور وبطون ہر شئے کے لئے لازم ہے۔ لیکن اہل باطن کی نظر ہمیشہ بمصداق مصرع ما درون را بنگریم و حال را * بطون ہی پر پڑتی ہے۔ اس کلام کے مضامین ومعانی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر غزل حقایق کے موتیون کی لڑی ہے جسکی اہل دل کو جستجو اور اہل سماع کو آرزو رہا کرتی ہے۔ اگرچہ صنایع بدائع کی طرف مصنف نے التفات نہین فرمایا لیکن مضامین کی نزاکت اور معانی کی نفاست سے جو اصل الاصول شاعری ہے سارا کلام معمور ہے جس پر اہل دل مرتے ہین

شاہد آں نیست کہ موئے ومیانے وارد	بندۂ طلعت آں باش کہ آنے وارد

حق جل و علی اس متبرک دیوان کا فیضان جاری رکھے اور مصنف کو اعلیٰ مدارج و علیہا مرتبہ تک پہونچائے۔ اور جامع دیوان کو دین و دنیا میں اپنے شیخ کے روش بدروش رکھے۔

تقریظ دیوان صحو

من نتائج طبع اقدس جناب کرم انتساب سید نثار احمد صاحب اسلمہ اللہ تعالیٰ جانشین متولی صاحب درگاہ معلیٰ حضرت خواجہ خواجگان رضی اللہ عنہ

غازہ کش روئے الف لام میم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستائش مرستودہ را سزد کہ قلزم دلہا را از امواج صفات خویش جوش دادہ و مدہوشان میخانہ الست را از بادۂ معرفت ہوش۔ و تحفۂ درود و ثنا محمود و مرنبی را رسد کہ اولین موج بحر وجود است و علت ایجاد ہمہ ہست و بود صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم

نسخیہ دو کون رایت او	تفسیر و حرف آیت او

اما بعد میگوید عبد ضعیف سید نثار احمد عفی عنہ جانشین متولی درگاہ معلی کہ لا ریب دیوان نغز شاہ آغا محمد داؤد صاحب نقشبندی ابو العلائی المتخلص بصحو گلدستہ ریاض سخن است و شمع دل افروز انجمن زہے کلامیکہ اگر بہ تکلم نازد سزا است و خہے متکلمیکہ اگر بر کلام خویش بوجد آید روا۔ حرف حرفش آئینہ رونمائے دلست و لفظ

لفظش غازۂ چہرۂ جوہر آب وگل۔ نقطہ نقطہ اش سویدائے دلہاست و نکتہ نکتہ اش کلید در اسرار مشکلہا ؎

این نغمۂ تر کہ در نورد است		یک نالہ بصد ہزار درد است	

آخر بندہ دیوان ہستی این فانوس خیال را از شمع قبولیت روشن گرداناد و لمعات انوارش تا کاخ ملاء اعلیٰ رساناد۔

ع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

بالنبی وآلہ و صحابہ امجاد۔

از قلم گوہر رقم صاحب الفضل والیقین حضرت مولانا محمد نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

مدرس مدرسہ معینیہ عثمانیہ واقع روضہ منورہ حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ سَرَّنِیْ مُطَالَعَۃُ الدِّیْوَانِ لِشَاعِرٍ اٰغا مُحَمَّد دَاؤُد صَحْوُ النَّقْشْبَنْدِیْ الْاَبُوْ الْعُلَائِیْ اَنَارَ اللّٰہُ لَہُ الْبُرْہَانَ۔ وَوَہَبَ انْشِرَاحَ صَدْرِہٖ لِانْکِشَافِ اَسْرَارِ الْعِلْمِ الْحَقِیْقِیْ۔ وَھُوَ وَاِنْ کَانَ فِیْ ظَاہِرِ الدِّیْوَانِ لٰکِنْ اِذَا غَمَضْتُ فِیْہِ نَظَرِیْ فَاِذَا ھُوَ مَنَارَۃُ الْبُرْہَانِ فَلِلّٰہِ دَرُّ الْمُصَنِّفِ۔ وَاَرْجُوْا مِنَ اللّٰہِ الْوَہَّابِ اَنْ یَّجْزِیَ لِمُہْدٖ عَبْدُ الْکَرِیْم خَان شَمْشِیْر جَزَاءً حَسَنًا بِجَمِیْعِ اِشَاعَتِ ہٰذَا

الدِّیْوَانُ۔ وَیَنْفَعُ بِمَعَانِیْہٖ وَاَسْرَارِہٖ طَالِبِیْ مَعَارِفِ الرَّحْمٰنِ
اٰمِیْنَ بِجَاہِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ صَلٰوۃُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَاَنَا الْعَبْدُ الْمُذْنِبُ الْمِسْکِیْنُ مُحَمَّدٌ نُوْرُ الدِّیْنِ الْاَجْمِیْرِیْ عُفِیَ عَنْہُ الْبَارِیْ

ترجمہ مجھکو اس دیوان کے دیکھنے سے بہت خوشی ہوئی اور اسرار و نکات تصوف کے دریافت مین بہت بڑی مدد ملی۔ بظاہر ایک دیوان ہے لیکن جب گہری نظر سے دیکھا جائے تو تاریکی مین چلنے والون کے لئے ایک روشن مشعل ہے۔ مین خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہون کہ اس دیوان کے پراگندہ اوراق کے جامع مولوی محمد عبد الکریم خان بہادر شمشیر ناظم کروڑ گیری ممالک محروسہ سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور طالبان علم حقیقت کو اسکے بیش بہا مضامین عالیہ سے بہرہ ور فرمائیے۔ آمین

ریختہ کلک گوہر سلک مقبول بارگاہ پیران عظام جناب مولوی محمد غوث الاسلام صاحب صابری مدرس مدرسہ معینیہ عثمانیہ درگاہ شریف حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

حامداً و مصلیاً۔ سبحان اللہ بیشک شاہ صاحب کا کلام معرفت التیام اسرار وحدت کا خزینہ اور بزم کثرت کا آئینہ ہے۔ ہر لفظ ول معنی سرشت کیلئے معنی خیز اور ہر حرف مشام حال عشاق کو عطر بیز ہے۔ ہر مصرعہ سرو قدان طناز کی مژگان درازکی طرح نشتر ہے و ہر شعر شہیدان ناز کیلئے شمشیر دو پیکر۔ اگرچہ بظاہر اس نظم تابناک کا چہرہ شاعرانہ صنائع و بدائع کے خال سے سادہ عذاران کے عذار سادہ کیطرح خالی ہے۔ مگر معنیٰ نقطہ مرکز دائرہ ایقان و مردم دیدۂ عرفان ہے۔

آنرا کہ درے ز نکتہ بازاست	ہر حرف جریدۂ رازست

حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالے لے نے اسمین شک نہین کہ اُن اندرونی جذبات کو جو
حالتِ سلوک مین پیدا ہوئے دلکش نظم کے پیرایہ مین اظہار فرمایا ہے - خدائیتعالے
اس گوہرِ نظم دلکشا کو آویزۂ گوشِ قبولیت فرمائے - آمین - محمد غوث الاسلام
صابری عفی عنہ مدرس فارسی مدرسہ معینیہ عثمانیہ واقعہ درگاہ معلے دار الخیر اجمیر -

التماس جامع اوراق

اُڈگر کتاب داؤ دے دل ہردم بہ لحن دلکش جان نہ

گر در شک است ازان تو بگو فاتوا بسورۃ من مثلہ

خدائے بلند و برتر کی کتاب یا سرورکائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کی حدیث یا اولیا اللہ کی تصنیفات یہ سب ایسے مجموعے ہین جن پر دیباچہ یا تقریظ لکھنا تمشیر حقیر کے امکان سے بالاتر ہے۔ لہذا میرا مقصود ان چند سطور ذیل سے اسکے سوا اور کچھ نہین کہ اس مبارک دیوان کی ترتیب کے اسباب پر روشنی ڈالی جائے۔ بدر السالکین شمس العارفین۔ تاج الاولیا۔ سراج الاصفیا۔ کمال طریقت۔ جمال حقیقت۔ شیخ الاسلام والمسلمین وارث الانبیاء والمرسلین۔ صاحب اسرار الٰہی سراپا باوصاف صحو صاحی۔ سرمایۂ رحمت رب ودود آغا محمد داؤد قدس سرہ العزیز نے جب سجادۂ ابو العلائی پر جلوہ فرمایا اور اعلاء کلمۃ اللہ کا بیڑا اُٹھایا تو جسنے دست ارادت اوس وارث انبیا کے ہاتھ مین دیا ید اللہ فوق ایدیھم کی تفسیر معنوی کا نظارہ کیا۔ چونکہ قبلۂ عالم پر نسبت چشتیہ کا غلبہ تھا لہذا اکثر اوقات عرفائے متقدمین کے کلام سے مجلس سماع گرم رہا کرتی تھی۔ بسا اوقات حالت ذوق و شوق مین جب شعر پر کیفیت طاری ہوئی اُسیکے بحر و قوافی مین زبان حق ترجمان نے جذبات قلبی کا ترجمہ کر دیا ؎

غمزطست بتان راکہ چو در ناز آیند	وز روسے کرشمہ شیوہا بنما ید
گہ غمزہ زنند گاہ زلف آرایند	اینہا ہمہ حیلیست تا دلے بربایند

شیخ قدس سرہ العزیز کا کلام جسقدر صورت ظاہری مین صنایع شاعری سے بے نیاز ہے اُسیقدر بلکہ اُس سے بڑہکر بلحاظ مضامین اہل باطن کا مایہ ناز ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنیست	بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

غرض یہ کہ یہان جسنے بحر معانی مین غوطہ لگایا گوہر معرفت پایا۔ اور جو محض نشست الفاظ کی تلاش مین رہا اُسنے کچھہ نہ پایا ؎

این بوئے نہ بوئے بوستانست	این بوئے ز کوے دوستانست

غرض مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات طیبات جمع نہین رہے بلکہ حاضرباشان خانقاہ مین سے جس آستانہ بوس نے جو کچھہ پایا اوس سے حظ اُٹھایا۔ وصال شیخ قدس اللہ سرہ کے بعد جب یہ سلسلہ حال وقال منقطع ہو گیا تو وہ دلدادگان سماع جو کلام شیخ کی شراب معرفت کے عادی ہو چکے تھے تشنگی سے تڑپنے لگے اور ناچار اون سابقہ اشعار کو جو شعر محبوب کی طرح پراگندہ ہو رہے تھے جمع کرنے کی ضرورت پڑی تاکہ اُنکی تکرار موجب تسکین دل بیقرار ہو۔

یہان اس امر کا اظہار بموقع نہوگا کہ کلام کے لیے متکلم کا لخت جگر ہونا مسلم ہے تو اسمین شبہہ نہین کہ شیخ کے ملفوظات نظم ہون یا نثر مریدون کے پیر بھائی ہین جنکی خدمت و اطاعت ہر مرید پر واجب ہے یہی وجہ ہے کہ ملفوظات شیخ کو جمع کرنے کی رسم قدیم

مسنون فی الطریقت سمجھی گئی ہے خدا کا شکر ہے جسنے اس خاک نشین آستانہ آغائی کو
ان ملفوظات منظومہ کے جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی - اگرچہ اس جمع و ترتیب مین بہت
محنت اُٹھائی لیکن اسکے صلہ مین نہایت گران بہا چیز ہاتھ آئی یعنی اپنے مخدوم اپنے
ہادی دو جہان کے ملفوظات کا ایک حصہ جمع کرلیا اور پیران طریقت کی سنت ادا ہو گئی
جسکی برکت سے آج مین اپنے برادران معنوی کو اپنے سامنے مجتمع دیکھ رہا ہون لاؤ اب
ان اخوان الطریقت سے رخصت ہو لون تاکہ وہ اس فیض رسانی مین مصروف ہو جائین
جسکے لیے جمع کیے گئے ہین -

بھائیو ایک وہ زمانہ تھا جو تمہاری جستجو مین گزرا پھر خدا کے فضل سے وہ دن آئے کہ
مینے تمکو جمع کرکے بترتیب بٹھایا اور تمہاری ملاقات کا لطف اُٹھایا وہ سہانی راتین جو
تمہاری میٹھی میٹھی باتون مین گذرین کبھی نہ بھولین گی - اور وہ نور کے تڑکے جب مین
تمہارے نظارہ سے اپنی آنکھون کو منور کرتا تھا ہمیشہ یاد رہین گے - آؤ میرے سینہ
سے لگ جاؤ کہ مین تمکو اس مبارک کام کے لئے رخصت کرون جسکے لیے تم جمع کیے
گئے ہو - آگرہ جاؤ ابو العلائی مطبع مین چھپو اور آغائی بندون کی نگاہون
مین بسو - ہزارون برادران طریقت تمہارے مشتاق ہین اُنکی گود بھرو اور اُن کی
آنکھون کو اُس عالم قدس کے جلوون سے منور کرو جہان سے تم آئے ہو - خدا ہر
جگہہ تمہارا حافظ و ناصر ہے - اچھا رخصت فی امان اللہ

ولقد آتینا داود منا فضلاً

الحمدللہ کہ دیوان بحر عرفان عمدۃ الاولیا قدوۃ الاصفیا واقف اسرار لاہوتی کاشف اسرار
ملکوتی مظہر جمال محمود مصدر کمال ذات معبود حضرت آغا محمد داؤد نقشبندی ابوالعلائی قدس سرہٗ

الموسوم باسم تاریخی

دفتر رحمت

۱۳۳۲ھ

المعروف بہ

دیوان صحو

اردو

حصہ دوم

حسب فرمایش عالیجناب ذو فضل مآب سیاح مناہج تحقیق عارف معارف تدقیق غواص قلزم معرفت غریق بحر حقیقت
معتقد جناب ابوالعلائی پروانہ شمع جمال آغائی [illegible] میر خان بہادر محمد عبدالکریم خان شیر زادہ اللہ توفیقہ
کروڑگیری ممالک محروسہ سرکار نظام حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

باہتمام [illegible] پرنٹر
ابوالعلائی اسٹیم پریس آگرہ میں چھاپا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

(۱) قال قدس اللہ سرہ العزیز فی توحید باریتعالیٰ (۶)

تیرا ہمشکل نہین یار جہان مین دیکھا
مثل خورشید تجھے کون و مکان مین دیکھا

ہو کے بے نام و نشان مثل اجل اے پیارے
رنگ بیرنگ ترا کون و مکان مین دیکھا

جسکو تو ڈھونڈ رہا ہے وہ ترے پاس ہی ہے
کوبکو بر سر بازار دکان مین دیکھا

یون تو ہر اک نے کیا وصف سراپا تیرا
نمک آمیز بیان تیری زبان مین دیکھا

بعد مرنے کے بھی آرام کہان اوسکو نصیب
زار عاشق کو ترے خلد و جنان مین دیکھا

(۲)

آپ کو آپ نہین دیکھ لیا جبتک صحو
بے مزا زندگی کو لاکھ جہان مین دیکھا

(۵)

ہوا جو عاشق تمہارا صحو تو خواب مطلق حرام سمجھا
سنبھال اپنے کو پڑھ تو قرآن اگر تو راہی عبث تو زاہد
نماز مقبول کیوں نہیں ہو رجوع دل سے ادا کرے جب
ہوس شہی کی ہے کہ ملین نہ پارسائی ہی مجھکو مطلب

یہی ہیں آثار معرفت کے کلام حق لا کلام سمجھا
نہیں ہے آئین خلاف قبلہ جو سینے و دلکو علم سمجھا
جھکایا گردن کو جس گھڑی میں رکوع و سجدہ قیام سمجھا
نہیں ہے اصلا کسی کی پروا میں جام جم کو غلام سمجھا

(۳)

جہاں میں ہر جا چکور آسا جگر حسودوں کا جل رہا ہے
ہے صحو صاحب تمہارے منہ کو جو رشک ماہ تمام سمجھا

(۶)

دور دل سے جب خیال ما سوا ہونے لگا
محفل آرا جب مذاق بو العلا ہونے لگا
گوش زد یہ کب ہوا عالم میں اے پیر مغان
منہ دکھانے دونوں عالم آئینہ پیدا کیا
یار کے دورہ میں میرے شہر کا ہر بادہ کش

سامنے پردہ اٹھا کر دلربا ہونے لگا
خاکساری میں غرور کبریا ہونے لگا
میں سے تو اور تو سے میں پہ تذکرا ہونے لگا
شخص ظاہر دوسرا میں دوسرا ہونے لگا
چھوڑ کر جام و صراحی پارسا ہونے لگا

(۴)

وہ جو تھا نا آشنا اے صحو تیرا کیا کہوں
بعد مدت رفتہ رفتہ آشنا ہونے لگا

(۷)

کھلا کرتے ہیں گھر بیٹھے ہی درشن اونکے چرن کا
نہ میں کافر نہیں مومن وہ جانے اور میں جانوں
وہی دل میں سمایا ہے میں کہتا ہوں اسیکو رام
کہاں سے وہ کہاں آیا عجب کچھ رنگ دکھلایا

ملا ہے آئینہ ہمکو سکندر قلب روشن کا
سر بازار کہدوں ڈر نہیں شیخ و برہمن کا
نہ وہ کافر نہ مومن دوست ہے میرے لڑکپن کا
تماشہ دیکھنے آیا جہاں میں اپنے گلشن کا

سراغ اوسکا نہین ملتا کہان ہے یار ہرجائی
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی دیکھے تو کیا دیکھے

دھوان چھایا ہوا ہے ہر گلی مین آہ و شیون کا
کہ یہ سینہ مرا گنجینہ ہے اوس شوخ پرفن کا

(۵)

پس دیوار جانان دفن کرنا صحو مضطر کو
کہ پہلو مین دل مضطر ہے کشتہ اونکی چتون کا

(۵)

جان تو رام ہوئی تن ہوا لچھمن اون کا
تن تنہا ہون اکیلا ہون قیامت ہے غریب
جو صدا اِنّی انَا اللہ کی شجر سے نکلی
خود ہی کہتے ہین کہ شہ رگ سے قریب آئے ہین

ہم کیا کرتے ہین دونون ہی ہین دشمن انکا
نام لیوا نرہا شیخ و برہمن اون کا
آگ لگجاتے لوسے دیکھے جو جوبن اونکا
لامکان مین ہے وہ کسواسطے مسکن اونکا

(۶)

ڈھونڈتا ہے جو تجھے ڈھونڈلے اپنے سے قریب
خاکساری مین ملا صحو کو مخزن اونکا

(۵)

خورشید سماوات ہے ہر ذرہ یہان کا
بے نام و نشان کہتے ہین اور سب سے منزہ
کچھ لطف نہین جینے کا بے معرفت یار
کیا جانے کوئی مرتبہ عشاق کا یارو

شبلی ہے کوئی اور کوئی منصور جہان کا
موجود ہوا کون ہے بے نام و نشان کا
جو طالب دنیا ہے یہان کا نہ وہان کا
ہے محرم اسرار وہی کون و مکان کا

(۷)

بلبل کو سناتا تھا خبر باغ مین صیاد
گلچین ہی ہے سارے صحو کوئی باغ جہان کا

(۴)

کس طرح چھوٹےگا یہ پہاد دوستو جلاد کا

جان پر اپنے بنی ہے وقت ہے امداد کا

آرزو میں اک ہما کی سینکڑون ہی مر گئے
کیا کرے دنیا و دین مین جستجو بیچارہ دل

کھیل تم لڑکون کا سمجھے صید ہے صیاد کا
ہے نہایت تنگ عرصہ عالم ایجاد کا

(۸)

صحو مرغِ دل پہ آب و دانہ ہے مطلق حرام
تھا لکھا قسمت مین میری کیا گلہ صیاد کا

(۵)

قیامت سا گزرتا ہے مرا ہر دم جدائی کا
نہین چھوڑا ابھی تک دختِ رز کو گھر مین کہا ہے
قیبون کے سکھانے سے نہین نقصان کچھ ہوگا
کروگے کب تلک اب پردہ ہمین تم یہ تو بتلاؤ

گلہ کس سے کرون جہان مین تیری بیوفائی کا
ہوا زاہد کا بھی شہرہ جہان مین پارسائی کا
ازل سے ہے ہمارا اونکا رشتہ آشنائی کا
زمانہ آچکا جانان تمہاری رونمائی کا

(۹)

ہے یہ مکار کیسا صحو دیکھو گفتگو اوسکی
جہان مین گرم ہے بازار اوسکی خودنمائی کا

(۸)

نظر آیا رخِ روشن کسی کا
نہین ہین بے سبب نیچی نگاہین
نہین رہنے کے وہ خلوت کے اندر
ذرا ٹھکر کے جانا جاتے جاتے
کوئی اس جا سے شاید آرہا ہے
نکلتے ہین جو گل بوئے مہک کر
جو پہنا کان مین بالا یہ بولا

ہوا ہے خوب ہی درشن کسی کا
چرا لائی ہے دل چتون کسی کا
کہ بازیگاہ ہے آنگن کسی کا
ترے کوچہ مین ہے مدفن کسی کا
پتہ دیتا ہے یہ مسکن کسی کا
ملا ہے خاک مین جوبن کسی کا
تجھے ہے یاد بالاپن کسی کا

(۱۰) جسے دیکھا اوسی کا دوست پایا
نہین اے صحو وہ دشمن کسی کا (۵)

کیا تحقیق عالم مین نہ کوئی دوسرا نکلا
جسے دیکھا جہان مین ویسے اپنا آشنا نکلا

پھرا دیر و حرم مین مین نہ پایا کچھ پتہ اوسکا
کھلا جب غنچۂ بستہ تو میرا مدعا نکلا

غلط فہمی کو کیا بولون ہوا معلوم مدت مین
جسے عاشق سمجھتے تھے وہی اب دلربا نکلا

مجھے دیکھو نہ تم چشم حقارت سے مرے صاحب
بروز حشر ہوین گے غلام بوالعلا نکلا

(۱۱) کیا صحو اوسنے یہ اچھا نہ رکھا آپ کو باقی
صنم نام خدا دلبر تمہارا با مزا نکلا (۵)

شہر مین شہرہ ہوا اپنا پرایا نکلا
چاہ سے یوسف گم گشتہ زلیخا نکلا

کہدو مجنون سے کوئی میری زبانی اتنا
آج کس دھوم سے ہے ناقۂ لیلی نکلا

کس قیامت کا بپا نوح سا طوفان ہوا
جوش پر جوش ہوا سینہ سے دریا نکلا

قلب سے کام ملمع کا اُڑا جاتا ہے
رنگ تبدیل ہوا داغ سویدا نکلا

(۱۲) دونون عالم مین نہین صحو کوئی اوسکا نظیر
سب حسینون مین حسین سب سے یکتا نکلا (۵)

کیا نہین اوسکے لئے تخت سلیمان ہوگا
آپکے در کا گدا دین کا سلطان ہوگا

صدق دل سے جو ترا غاشیہ بردوش ہوا
وہی ناجی بخدا صاحب ایمان ہوگا

آیا کس شان سے جامہ کو پہنکر پیارا
سات پردے مین چھپا حضرت انسان ہوگا

بات کہنا تو ہے سہل اور سمجھنا مشکل | معرفت جسکو ہو وہ صاحبِ عرفان ہوگا

(۱۳) ایسے جینے سے مرے صحو ہے مرنا منظور
جو کہ دشمن ہے مرا آپ کا دربان ہوگا (۵)

یار سے ملنا مراد دیکھئے کیونکر ہوگا | کون سی بات سے راضی وہ ستمگر ہوگا
بحرِ وحدت کے شناور کا خدا حافظ ہے | کیا کنارے پہ نہیں کشتی کا لنگر ہوگا
طعنِ زاہد سے نہیں ڈرتے گنہگار ترے | جنکے پلہ پہ دہان شافعِ محشر ہوگا
بول اٹھے گا ہر اک دیکھنا ذرہ ذرہ | اوج پر جب وہ مرا شمسِ منور ہوگا

(۱۴) بنجب گھر سے نہ ہو کچھ تو خبر لیجے صحو
کون بیٹھا ہوا اس پردے کے اندر ہوگا (۵)

مقامِ لی مع اللہ ہے امامِ شاہ قاسم کا | مسیحِ وقت ہے خادم غلامِ شاہ قاسم کا
بشر کو کب یہ قدرت ہے پرِ جبریل جلتے ہیں | اشارہ کوئی سمجھے کیا کلامِ شاہ قاسم کا
عجب جادو بیانی ہے عزیزو کیا کہوں انکی | عجب ہے دلربا چہرہ پیامِ شاہ قاسم کا
سلامی کو ترے باندھے کھڑے جن و بشر سب ہیں | ادب سے ہیں بجا لاتے سلامِ شاہ قاسم کا
کوئی خالی مکان دیکھا کہیں سے۔ تو نہیں پایا | کہ ہر گھر صحو ہے مسکن قیامِ شاہ قاسم کا

(۱۵) در منقبت امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب می سراید (۵)

کیا رتبہ ہو بیان جنابِ امیرؑ کا | خادم ہے جبرئیل مرے دستگیر کا

گرتے سنبھل ہی جاتے ہیں لیتے ہی ہاتھ سے
نام آپ کا عصا ہے صغیر و کبیر کا

مجھکو بھی تو زہی جائے نجف میں بھیج حضور
ہوتا نہیں دکن میں گذارا فقیر کا

ہم مال و زر کو خاک سمجھتے ہیں ہو منو
رکھتے فقیر دوست ہیں بستر فقیر کا

(۱۶)
کس کے فراق میں یہ فلک نیلگوں ہوا
جو صبح و رنگ زرد ہے مہر منیر کا
(۵)

وله قدس سره فی منقبت برهان الاصفیا امیر سیدنا ابو العلاؒ

دل ہو گیا ہے جب سے شیدا ابو العلا کا
کعبہ سمجھ لیا ہے روضہ ابو العلا کا

لازم ہے جانیو الو احرام باندھ کے جاؤ
تا ہو نمود تم پر جلوہ ابو العلا کا

جائے صفا و مروہ صدر راہ عام پر ہے
قدرت کا آستانہ کوچہ ابو العلا کا

بیدام و بے درم میں خادم حضور کا ہوں
بندہ بنا چکا ہے بندہ ابو العلا کا

(۱۷)
کھوٹا کھرا پرکھ لے ہے ضرب صحو دلبر
چلتا ہے دو جہان میں سکہ ابو العلا کا
(۵)

در ثنائے سلطان الہند حبیب اللہ می سراید

رخ روشن ہے وجہ اللہ معین الدین چشتی کا
ہر اک قلب میں ہے نقشہ معین الدین چشتی کا

کلام کنت کنزا کا دو عالم ہو گیا شیدا
سمجھ میں آئے کب رتبہ معین الدین چشتی کا

بلایا خم پہ خم ساقی شرابی مجھکو کہتے ہین
بنا پھرتا ہون متوالا معین الدین چشتی کا

مبارک شیخ کو تسبیح مجھے زنار کافی ہے
گلے مین پڑگیا مالا معین الدین چشتی کا

(١٨) (٥)

جو جی چاہے ترا شاہا عنایت کی نظر کیجے
مسافر بنکے **صحو** آیا معین الدین چشتی کا

مکان ہے لامکان سب خاندان بو العلائی کا
نہ بالا کیون ہو رتبہ عاشقان بو العلائی کا

ہے آباد میخانہ ترا ساقی قیامت تک
ہے دیدہ محو حیرت میکشان بو العلائی کا

تعجب کیا ملائک گر کرین سجدہ خوشامد سے
یہ ہے رتبہ عزیزو جانفشان بو العلائی کا

تن مردہ کرین زندہ مسیح وقت ہین ہر اک
تصرف ہے جہان مین بندگان بو العلائی کا

کرے کیا لیکے وہ جنت جو عاشق انکا کہلائے
صحو ہے نام لیوا خاندان بو العلائی کا

(١٩) ولہ فی العشق والشوق (٧)

وصال یار کی قاصد کوئی تدبیر ہوتا تھا
دل عاشق کی تسکین کے لیے تحریر ہوتا تھا

جنون کا سر مین ہے سودا کہ یہ تدبیر بہتر ہے
مٹانے سے نہین مٹتا اوسے زنجیر ہوتا تھا

وصال یار تھا دم مین ہے برسون بر غافل
ادب سے کہہ نہین سکتا بدل تقدیر ہوتا تھا

سوائے آہو دل کے شکار ایسا کہان بہتر
پسند خاطر نازک اوسے نخچیر ہوتا تھا

گلا جلاد گر کاٹے قیامت تک نہین کٹتا
ہمارے قتل کو پیارے تری شمشیر ہوتا تھا

ہوس سے کہو کوئی پریشان حال پھرتا ہے
گداز دل سے اب آخر مجھے اکسیر ہوتا تھا

(۲۰)

فلک گردش پہ گردش سو برس اے صحوؔ اگر مارے
کوئی ایسا ہوا پیدا جہان مین پیر ہوتا تھا

(۵)

آزارِ محبت کا الم کم نہین ہوتا
اوس بت کی محبت کا پرستار بنا دل
اوس بارِ امانت کا اوٹھانا ہوا مشکل
اغیار جمع رہتے ہین محفل مین تو کیا ڈر

جبتک کہ مسیحا مرا ہمدم نہین ہوتا
اب مجھکو کوئی لاکھہ کے غم نہین ہوتا
معلوم رہے آپکو آدم نہین ہوتا
غمزہ کا تمہارے کوئی محرم نہین ہوتا

(۲۱)

جاہت مین تمہارے ہوا بدنام جہان صحوؔ
اب غیر کے فقرون سے وہ برہم نہین ہوتا

(۵)

جس نے دیکھا آپ کو صاحب سیانا ہوگیا
ناوکِ مژگانِ جانان کا ستم مین کیا کہون
جب سے دیکھا یار کو قابو سے دل جاتا رہا
یوسف مصری کی عاشق اِک زلیخا ہی فقط

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ پرشیدا زمانہ ہوگیا
سفت مین بیٹھے بٹھائے دل نشانہ ہوگیا
دوست سب دشمن ہوئے اپنا بگانہ ہوگیا
مجھے یوسف کا تو جو اہان سب زمانہ ہوگیا

(۲۲)

چار دن کے واسطے کیا صحوؔ آیا سیر کو
عالمِ ایجاد مجھکو قید خانہ ہوگیا

(۵)

منے جو عشق مین دیکھے دکھاؤن مین تمہین کیا کیا
جفا پر ہین کمر باندھے نہین لیتے خبر اونکی
نہ آئے جیتے جی ہرگز کبھی وہ گور پر میری

زبان یان گنگ ہے پیارے سناؤن مین تمہین کیا کیا
ستاتے عاشقونکو ہو جتاؤن مین تمہین کیا کیا
جو آئے تو تماشے کو دکھاؤن مین تمہین کیا کیا

کہیں گل ہیں کہیں بلبل کہیں خود باغبان ٹھہرے — عجب ہیں رنگ دکھلاتے بتاؤں میں تجھیں کیا کیا

(۲۳)

سخی ہے صحو کا ساقی رہے آباد میخانہ
شراب وصل گوناگوں پلاؤں میں تجھیں کیا کیا

(۵)

فراق کہتا ہے برملا یہ پری سے ملنا محال ٹھہرا — میں دل سے پوچھا تو ہنس کے بولا خودی سے ناداں وصال ٹھہرا
سراپا مملو ہے نور اوس کا دو عالم عکس جمال ٹھہرا — ملائے ہیں ہمکو خاک میں وہ غضب نہیں یہ جلال ٹھہرا
لگے تعقد میں کیسے کیسے اٹھا کے بار محبت آئے — ثبوت کلی قرار پکڑا اجل سے جان پر وبال ٹھہرا
مٹے جہاں کے طلسم سارے نہ غیر آوے نظر کوئی — جو کچھ کہ دیکھا تھا ہمنے پیارے وہ خواب تھا یا خیال ٹھہرا

(۲۴)

ذرا بھی ہمیں نہیں ہے کچھ شک میں صاف کہتا ہوں بیچ زمیں
اٹھا کے گھونگٹ پری کو دیکھا یہ صحو اپنا کمال ٹھہرا

(۵)

تڑپتا دل ہے میان پہلو مراد رشک قمر نہ آیا — ستم یہ کیسا فلک دکھایا کہ لڑ جھگڑ کر ادھر نہ آیا
خوشی سے لے دو تو رہتے ہم پر داغ حسرت کا لیجیے ہم — حسین دیکھے جمیل دیکھے کوئی بھی تجھسا نظر نہ آیا
ہوا نہ تحقیق اونکو ہرگز ہزاروں پھرتے ہیں جستجو میں — جہاں میں اللہ حساب دیکھا یقین فرد بشر نہ آیا
ہے ایسے جینے سے موت بہتر یقین ہو تو مر ہی جاتے — دلاسا عاشق کو یوں ہی دینے کبھی وہ شام و سحر نہ آیا

(۲۵)

خبر لے تو صحو جلد اپنی فضیحت عالم میں ہو رہا ہے
تو سو رہا ہے کہ جاگتا ہے گنہ سے اب تک حذر نہ آیا

(۶)

خاک میں مجھکو ملایا بت کافر کیسا — مجھ پہ افسوس کیا ہائے ستمگر کیسا
نیم جان کوئی پڑے کوئی ہوئے ہیں بسمل — کوئی کہتے ہیں کھڑے ابرو کا خنجر کیسا

کہدو یارون سے کہ خاموش رہو سوتا ہون
بعد مرنے کے مری گور پہ محشر کیسا

مین اوسے جانتا ہون جنے ستایا ہی مجھے
رنگ ہر رنگ سے ہر رنگ مین دلبر کیسا

زخم دل لاکھ چھپایے سے کہین چھپتا ہے
تیری ہر بات مین پوشیدہ ہے نشتر کیسا

یار ہر گھر مین ہے جون آئینہ تصویر نما
اوس مصور کا تصور ہے مصور کیسا

(۲۶)
آپ پردہ مین چھپا مجھکو کیا ہے ظاہر
صحو بدنام کیا شوخ دلاور کیسا
(۷)

شکوہ کرتا ہے باغبان اپنا
چھوڑ بلبل تو آشیان اپنا

فرض منصب ادا نہین ہوتا
عذر کب تک یہ دوستان اپنا

آج تشریف یار لایا ہے
رشک فردوس ہے مکان اپنا

رات سے منتظر ہون در پہ ترے
بھولا بیٹھا ہے مہربان اپنا

اب تو آ جلد لے خبر میری
حال ابتر ہے جان جان اپنا

رونمائی قرار پائی ہے
کل مقرر ہے امتحان اپنا

(۲۷)
شکل موہوم پہ ہوے نازان
صحو اچھا نہین گمان اپنا
(۵)

کیا پوچھتے ہو زاہدو اسلوب ہمارا
ہم ساتھ لئے پھرتے ہین مطلوب ہمارا

یوسف کو خبر کیجیے اس حال سے للہ
بے پردہ یہ ہونے کو ہے یعقوب ہمارا

بے کیف ہون کیفیت ہون تعجب سے تہین کیا
منصور سے ہے سلسلہ منسوب ہمارا

دنیا کی نہ خواہش ہے نہ عقبیٰ کی تمنا
ہے بخت رسا ان دنون کیا خوب ہمارا

(۲۸)
کچھ چل نہ سکا زور نکیرین کا اے صحو
غالب ہی رہا جذبہ مغلوب ہمارا
(۵)

کیا سمجھے پڑا میرے یہ اجسام کا جھگڑا
ہے روز نیا دیکھئے اقسام کا جھگڑا
زلف و رخ جانان کا تصور ہوا جب سے
دیکھا نہین جاتا سحر و شام کا جھگڑا
قصہ ہے بڑا طول مگر عمر ہے کوتہ
کچھ کہہ نہین سکتا مین دل آرام کا جھگڑا
جادو کا اثر کرتا ہے مرجاؤ گے سنکر
ہرگز نہ سنو عاشق بدنام کا جھگڑا

(۲۹)
بے نام و نشان ہو تو ابھی فیصلہ ہو جائے
اے صحو لگا رکھا ہے کیون نام کا جھگڑا
(۷)

کس بلا نوش نے یہ رشتہ الفت جوڑا
میرا آرام گیا وہ نہ ستانا چھوڑا
دل کو بیچین کیا آنکھین دکھا کر پہلے
یار کیا مجھسے ملا صبر کا کوزہ پھوڑا
دے مئے وصل جو کچھ بھی تجھے دینا ہوئے
گہ نگہ دیتا جا جھٹ مجھے تھوڑا تھوڑا
کیا خطا مجھسے ہوی کچھ نہین معلوم ہوا
گھر مرا دیکھ کے وہ دور سے باگین موڑا
کچھ مسیحا کا یہان پر نہین چلتا چارہ
ہرگز اس عشق نے جیتا نہ کسیکو چھوڑا
شور و غل کرنے لگے سنکے بلی کو میرے
جب ملایک کو لگا غیب سے آکر کوڑا

(۳۰)
عہد و پیمان لیا یار نے دیکھو اے صحو
پڑگیا پیر مین اپنے یہ ازل سے کوڑا
(۵)

لبریز جام محفل مستان مین رہ گیا
ہان جستجو مین اوسکی ہی رہتے ہین صبح وشام
پہچانتے نہین ہین ابہی تک وہ آپ کو
وحشت کو میری دیکہہ کے گہبرا گیا ہے وہ

نقش عدم کا دیدۂ حیران مین رہ گیا
مخزن کسی کا خانۂ انسان مین رہ گیا
جہگڑا ہی تو گبر و مسلمان مین رہ گیا
دست جنون ہی چاک گریبان مین رہ گیا

(۳۱)

ہرگز یقین نہ آے گا عاشق کی بات کا
کیا صحو کو ہوا کہ نہین ہان مین رہ گیا

(۵)

جیتا رہا جب تک کہ مین سہتا رہا جور وجفا
جب سے کہ آیا دہر مین ڈہونڈا کیا مین جابجا
ہوش وخرد سب گم ہوے باقی رہی اک جان ہے
بہولا ہون تیری یاد مین دونون جہان کو یک بیک

کس سے کرون فریاد مین حاکم تو میرا تو ہوا
کب تک مین حیران ہان رہون ملتا نہین تیرا پتا
ہمت ہی مینے ہاردی قابو سے دل جاتا رہا
پاتا نہین مین آپ کو نام ونشان تک مٹ گیا

(۳۲)

رہ مین ملے غارتگران سب دوست جانی بنگئے
لایا تہا جو کچہہ نقد دل اے صحو سب لوٹا گیا

(۶)

عاشقون کو تیرے پیارے کفر کیا اسلام کیا
دم بدم دیتا چلا جا جام مے پر جام مے
ایسی کچہہ دیدی ہے ساقی نے شراب بیخودی
کعبہ وبتخانہ مین شیخ وبرہمن کیا کہا
روسیہ ہوے نگینہ نام روشن اور کا

مذہب وملت کہان کا ننگ کیا اور نام کیا
تیرے میخوارون کو ساقی صبح کیا اور شام کیا
مست ہین پیر وجوان سب خاص کیا اور عام کیا
وصل اوسکا چاہیے بس قصر کیا اور بام کیا
یہ تو فرمائین مجہے پیر مغان انعام کیا

سجدہ سب ملائک نے ہے آدم کو کیا
تہمتِ گندم لگا کر دیا بدنام کیا

(۳۳)
دونوں عالم میں نہیں ہے کوئی صحوؔ اوسکے سوا
ڈھونڈتا پھرتا ہے کس کو کام اور ناکام کیا
(۵)

جب تک کہ میان مصقلہ کا نہین ہوتا
ہر چند ہے زنگ ہی پر اللہ رے کدورت
ہان دل سے مرے اُٹھتی ہین جو موج معانی
ہے میم مین احمد کے عجب راز و معمّا

وہ جوہرِ ذاتی کبھی پیدا نہین ہوتا
کیا کیجیے اس دل کو مصفا نہین ہوتا
اس قطرہ کا ہمسر کوئی دریا نہین ہوتا
اس رمز سے آگہ کوئی حاشا نہین ہوتا

(۳۴)
اللہ کا ہے شکر کہ اب فیضِ حسن سے
اس صحوؔ کا دل مائل دنیا نہین ہوتا
(۵)

تلاشِ یار مین گم ہے دلِ مضطر سے کیا کہنا
عجب حالت ہے کچھ میری نہ مرتا ہون نہ جیتا ہون
نہ ہاندہ اب ڈھونڈے نقش اور نہ جا ملا کے گھنٹے
وہ بدتر سے بھی بدتر ہے جو حسین مذہبِ عشق

جلایا عشق کی آتش نے اس دلبر سے کیا کہنا
مین راضی ہون مقدر پر بت کافر سے کیا کہنا
مجھے اپنا ہوا سایہ پری پیکر سے کیا کہنا
حقیقت حال عاشق کی ستمگر پرور سے کیا کہنا

(۳۵)
نہ جاؤ جا کو مندر مین کہ دل ہے رام صحوؔ اپنا
جو تن بیت الصنم ٹھہرے تو پھر تیرہ سے کیا کہنا
(۴)

یاد رکھنا ہمین تم بھول نہ جانا جانا
آپ کی درد جدائی سے مین مر جاؤنگا

مین فقط ہون تری صورت کا دیوانہ جانا
ملک الموت کو ہونے لگا بہانہ جانا

ہجر میں نذر ہے خونِ جگر پی پی کر | بدلے پانی کے مئے وصل پلانا جانا
چشمِ بد دور نہ غیروں کی نظر لگ جائے | جائے مردم میری آنکھوں میں سمانا جانا

دستور یہ ہے کہ ایام اعراس اولیاے عظام میں مثل چادر گل کے پنکھا بھی آستانوں میں نذر کرتے ہیں اور چونکہ عشاق اپنے محبوب کی ہر چیز میں شمیم جان پرور پاتے ہیں لہذا ایسے کسی موقع پر فرماتے ہیں

(٣٦) (۵)

لیجیو کارساز کا پنکھا | میرے بندہ نواز کا پنکھا
خضر و الیاس لیکے آئے | شوق سے بے نیاز کا پنکھا
حوریں جھلتی ہیں سب بصد ہاں | پنجگانہ نماز کا پنکھا
ید قدرت سے لو بنا ہے یہ | شان پاک نیاز کا پنکھا

(٣٧)

کوئی کیا جانے صحو قدر اسکی
تنِ انسان ہے راز کا پنکھا

(٦)

یہ نئی طرز کا امسال ہے یارو پنکھا | چل کے روضہ پہ مرے یار کے واں جھلو پنکھا
سالہا سال تمہیں لانا مبارک ہووے | للہ الحمد کہ اب سے لتارو پنکھا
موسم گل میں ہوا ہے مجھے یہ جوشِ جنون | دل یہ کہتا ہے کہ ہر بار پکارو پنکھا
وصل اوس یار کا منظور اگر تمکو ہو | دمبدم ایک نیا اوس پہ نثارو پنکھا

چشم نابینا ہر اک کہتی تمنا ہے یہی	میری آنکھوں سے لگا دیجو کبھار پنکھا
(۳۸)	(۵)
حوریاں جھانکیں ہیں جنت کے جھروکوں سے صحو	
مہر و مہ بنکے جو آیا ہے ستارہ پنکھا	
جلوہ نورِ خدا شاہِ حسن کا پنکھا	واہ کیا خوب بنا شاہِ حسن کا پنکھا
اسکو کہتے ہیں ہر اک جن و بشر آنکھوں پر	کیوں نہ و صل علی شاہِ حسن کا پنکھا
شاہ فرہاد کے دامن کی ہوا آنے لگی	جب گریبان پہ ہلا شاہِ حسن کا پنکھا
قطب دین قبلہ عالم کا تماشہ دیکھو	بن گیا جلوہ نما شاہِ حسن کا پنکھا
(۳۹)	(۵)
ہے یہی اپنے پرائے کی زباں پر صحو	
اب کے کیا عمدہ بنا شاہِ حسن کا پنکھا	
آئینہ میں کس لئے زنگ کدورت آ گیا	اب صفائی ہو گئی جینے سے جی گھبرا گیا
جل گیا ہوں سر سے پا تک شمع رو کے دھیان میں	جان کی پروا نہیں پروانہ گر سلگا گیا
خاک میری اڑ گئی بنکر بگولے کی طرح	اے سموم اب ٹھہر جا کیا تھا تیرے آ گیا
مانتا ہر گز نہیں کہتا کسی کا خیر ہو	کیا معلم اب تجھے پیارا نہیں سمجھا گیا
(۴۰)	(۶)
سرخ جوڑا شوخ پہنا سوئے مقتل عزم ہے	
صحو اب شاید ہمارے قتل کا وقت آ گیا	
ترا ہمشکل عالم میں کوئی ایجاد ہونا تھا	کوئی شیریں کوئی خسرو کوئی فرہاد ہونا تھا
ہمارے قتل کا باعث ستم ایجاد ہونا تھا	کوئی بسمل کوئی گھائل کوئی جلاد ہونا تھا

ہوا شاگرد وہ پہلے جسے استاد ہونا تھا
چڑھا منصور سولی پر مبارکباد ہونا تھا

مسافر ہین عدم کے ہم کرم سے کام لیجیے گا
زبانِ پاک سے تیرے تو کچھ ارشاد ہونا تھا

بہانہ تھا وہ در پردہ خودی کو خود بہلا دینا
دوئی کی قید سے اے دل تجھے آزاد ہونا تھا

(۴۱)

تو ہے مختارِ جانان صحو اک محتاج ہے بیجد
پڑا رہتا ہے در پردہ اوسے امداد ہونا تھا

(۷)

کب ہووے غلط وہ کہنا انسان مین آیا
شہ رگ سے قریب آیت قرآن مین آیا

اللہ کے سوا کوئی ہے تحقیق جہان مین
پوشیدہ جو تھا بس وہی میدان مین آیا

دیکھہ ابروِ خمدار و لبِ لعل و خطِ سبز
اک دیدہ و دل اک جگر و جان مین آیا

ترغیب نہ دے مجھکو کوئی دیر و حرم کی
مین اپنے صنم خانۂ ایمان مین آیا

کہتے ہین جسے دل ہے وہی خانۂ توحید
بشگفتہ میرے سینۂ بستان مین آیا

گر بھید ہے زاہد تو یہی بھید ہے حق کا
جو بھید کہ منصور کے عرفان مین آیا

(۴۲)

حق ہے کہ تو ہی صحو یہ دل ہے کہ تو ہی تو
خود ذات سے اپنی دل انسان مین آیا

(۵)

بخیالی خیال ہے اپنا
لا اُبالی جمال ہے اپنا

مختلف صورتین ہوئین ظاہر
یہ تو ادنیٰ کمال ہے اپنا

سر سے پا تک ہون آئینہ خانہ
مجھکو دیکھو وصال ہے اپنا

کون سمجھے گا رتبۂ عالی
بیخودانہ تو حال ہے اپنا

(۴۳)

تجھکو کیا ہو گیا ہے نادان صحو
کچھ بھی آیا خیال ہے اپنا

(۵)

صفت بدنام مجھے عشق دل آرام کیا
کیون ہوین تان کے بیٹھے ہو مرے بندہ نواز
تجھکو فرصت نہ دیا کام نہ کوڑی کا ہوا
کھینچکر نقش مرا خاک پہ برباد کیا

آپ اچھا رہا بدنام مرا نام کیا
کیا برا مینے کیا وصل کا پیغام کیا
آفرین جذبۂ دل آپنے کیا کام کیا
نام باقی نہ رہا دیکھئے گمنام کیا

(۴۴)

صحو مدفن ہے ترا گوشۂ میخانہ مین
جیسا آغاز تھا ویسا ترا انجام کیا

(۶)

آنکھ مین تیرے سوا یار سمایا تو نہ تھا
کون کہتا ہے کہ اغیار پہ کرتے ہین نظر
وہ تو محرم تھا مرا کس لیے روپوش ہوا
باوجود دیکھ ترا حکم ہوا۔ میرے سوا
مین اگر بھولون تو بھولون مرے صاحب مجھکو

قابل دید کوئی ایسا تماشا تو نہ تھا
کس کو مین غیر کہون دوسرا آیا تو نہ تھا
راز پوشیدہ کوئی تجھسے چھپایا تو نہ تھا
کوئی سر بار امانت کو اٹھایا تو نہ تھا
آپنے مجھکو کبھی دل سے بھلایا تو نہ تھا

(۴۵)

اسی حسرت مین دم لے صحو نکلتا ہی نہین
اپنی چھاتی سے مجھے ہائے لگایا تو نہ تھا

(۵)

بتا دو دو عالم مین ہے کون ایسا
سزاوار ہے اوسکو جو کچھ کہے وہ

قسم تیرے سر کی ہوا ہے نہ ہوگا
کہے وہ گرانی انا اللہ عجب کیا

زبان پر کسیکی انا متکلم ہے — سمجھنے کی ہے بات سن تو ذرا سا
فنا و بقا سے گزر جاے اب — تصور حضوری مین رہتا ہے کسکا

(۴۶) تو قطرہ سا اے صحو دریا مین گم ہو
وہان کون خالق ہے پھر کون بندہ (۵)

اٹھا کے پردہ خودی کا دل سے جناب کا تو جمال دیکھا — غرض یہ بحر عمیق وحدت سراسر عالم جہان دیکھا
جو کل شیء محیط بولا وہ ہمکو جانا ہم اوسکو جانے — ہر اک بشر مین ہے ہمکو اوسکا جلوہ اوسیکا ہمنے کمال دیکھا
کلیم خود وہ کلام کرتا سمیع ہے صاحب سماعت — وجود سارے سے منزہ ہمنے دو عالم اوسکا خیال دیکھا
ہو صاف تم آئین سخن تو اب پڑھا نہین کیا سمجھ لو اوسکو — عزیز وکسنے کہا ہے تمسے جو ملنا اوسکا محال دیکھا
یہان تم گھسکر وہان نہ برکر جہان مین دیکھا وہ ہی برابر — فلک کے نیچے زمین کے اوپر جناب کا مین جمال دیکھا

(۴۷) ولہ قدس سرہ (۵)

اے طالب جمال طلبگار دیکھنا — پردہ اٹھا کے جلوہ تو ہر بار دیکھنا
ہر اک خیال کو تو ذرا دل سے دور کر — پھر دل کے آئینہ مین اوسے یار دیکھنا
معلوم ہو گیا ہے زلیخا کو اے عزیز — یوسف کو لیوے کون خریدار دیکھنا
لذت ہے کیسی عشق مین مجنون سے پوچھے — لیلے کا ہو چکا وہ گرفتار دیکھنا

(۴۸) ہمکو ملا یا خاک مین مختار ہے وہ صحو
آیا نہین مین آپ سے لاچار دیکھنا (۵)